مالک یہودی ہیں۔ اور پوری دنیا سے منافع کماتے ہیں۔ اور اس میں بڑا حصہ اسرائیل کو دیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اپنی من پسند خبریں نشر کرتے ہیں افواہیں تراشتے ہیں اور دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک غیر یہودیوں کو ذرائع ابلاغ کی قوت کا اندزہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہودی ذرائع ابلاغ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہے وہ اس کے ذریعہ دنیا پر راج کریں گے۔

ہمارے نزدیک امت مسلمہ اور ان کے لیڈروں کو بیدار ہونا چاہئے اور یہودیوں کی سازشوں کا مکمل ادراک کرنا چاہئے۔ تاکہ یہودیوں کے شکنجہ سے بچا جاسکے۔

اسلامی سربراہی کانفرنس کے پلیٹ فارم پر یہ جرأتمندانہ خطاب امت کی بیداری کا پیش خیمہ ہے۔ اور آئندہ اس کے اثرات مرتب ہونگے۔ ان شاء اللہ

اصحاب ثروت کی توجہ کیلئے

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے پناہ برکتیں اور رحمتیں لیکن آتا ہے جہاں اس میں نیکیوں کا اجر بڑھ جاتا ہے وہاں انسان میں برائی سے بے رغبتی اور نفرت کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے یہ مہینہ نیکیوں کیلئے موسم بہار ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ذکر فکر میں مصروف رہتا ہے۔ تلاوت کرتا ہے اور صدقہ خیرات بھی کرتا ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا اسوہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ اس ماہ مبارک میں اس قدر صدقہ کرتے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ گویا تیز ہوا چل رہی ہے۔ اور آپ بانٹتے چلے جارہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مہینہ غریبوں کیلئے باعث رحمت ہے۔ ان کی ضروریات بڑی آسانی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ اکثر لوگ اپنی زکوٰۃ اس مہینہ میں ادا کرتے ہیں بڑی ہی اچھی بات ہے کہ انسان یہ فریضہ اس مبارک مہینہ میں ادا کرے۔ یقیناً اس کا اجر بڑھ جاتا ہے۔ اور ستر سے سات سوگنا تک نیکیاں ملتی ہیں۔

ایک بات مشاہدے میں آئی ہے کہ زکوٰۃ لینے والوں کی ایک بڑی تعداد اس ماہ میں نظر آتی ہے۔ اس میں بالخصوص دینی مدارس و جامعات کے حضرات شامل ہیں۔ اور سالانہ مقرر کردہ چندہ وصول کرتے ہیں اصحاب خیر بھی طوعاً و کرہاً یہ رقم دے دیتے ہیں۔ جہاں مدارس والوں پر احسان عظیم ہوتا ہے وہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔

بلاشبہ یہ ایک اچھا جذبہ ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک حصہ دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں۔

ہمارے ہاں یہ تصور بہت پختہ ہو چکا ہے کہ دینی مدارس کو صرف زکوٰۃ کے مال سے چلانا ہے۔ اور زکوٰۃ کا بہترین مصرف انہی مدارس کو سمجھا جاتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ ہماری اصل ضرورت وہ دین اور اس کی تعلیمات ہیں وہ قوم کس طرح کامیاب و کامران ہوسکتی ہے جو اپنی تعلیم کے فروغ کیلئے زکوٰۃ پر انحصار کرے اور اپنے باقی وسائل لہو ولعب، آسائش و آرائش و دیگر سہولیات کیلئے اٹھا رکھے۔ یہ بڑی ناسمجھی اور نادانی کی بات ہے۔ کہ دین اور اس کی تعلیمات کیلئے ہم ایسی رقم ادا کریں جس کے بارہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: یہ انسان کی میل ہے۔ کیا کوئی پسند کرے گا کہ دوسروں کی میل کو استعمال میں لائے۔ کیا آپ پسند کریں گے کہ دین کیلئے آپ کی میل استعمال ہو؟

اس کے باوجود دو چار سو روپے دیئے جاتے ہیں۔ ہماری اصحاب خیر، صاحب ثروت و صاحب نصاب حضرات سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا نکتہ نظر تبدیل کریں۔ دینی مدارس بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں ان کی مکمل سرپرستی کریں۔ دل کھول کر عطیات دیں۔ دینی مدارس کو وسائل فراہم کرنا ان کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ طلبہ کی ضروریات کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ اور نہ صرف زکوٰۃ بلکہ اپنے مال میں سے مزید حصہ بھی اس پر صرف ہونا چاہئے۔

رمضان المبارک میں دینی مدارس کے مہتمم حضرات چندہ مہم پر آتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر پیشانی پر بل نہ ڈالیں بلکہ خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیجئے۔ اور ان کا شکریہ ادا کیجئے کہ وہ خود چل کر آپ کے پاس آئے ہیں اور آپ کو نیکی کرنے کا موقعہ فراہم کر رہے ہیں۔ آپ کو نیکی کرنے کا موقعہ فراہم کر رہے ہیں۔ دل کھول کر عطیات دیں یہ حساب نہ لگائیں کہ زکوٰۃ تو ادا ہو چکی ہے لہٰذا انکار کردیں۔

دوستو! یہی وہ مقام ہے جہاں دین سے محبت کا پتہ چلتا ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال مدارس پر خرچ ہوسکتا ہے۔

امید ہے اصحاب ثروت ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور دینی مدارس کی نہ صرف سرپرستی فرمائیں گے بلکہ صاف ستھرا مال طلبہ پر خرچ کریں گے۔